حضرت امیر معاویہؓ
کا
مختصر تعارف

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الھند

جملہ حقوق محفوظ

نام	:	حضرت امیر معاویہؓ کا مختصر تعارف
مصنف	:	مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۱۰۰۰
سال	:	۲۰۲۰ء
قیمت	:	۴۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name: Hazrat Ameer Mawia RA ka Mukhtasar Tarruf
Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.
Website: www.islamicjpamn.com
E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com
Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)	05222741539
۲۔ نیو سلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	0522-27415
۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳ (لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 182-A 5 گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور	9935044343
۶۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ، لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

فہرست

پیش لفظ ۶
مقدمہ ۸
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف ۱۱
خاندانی حالات اور اسلام ۱۱
غزوات میں شرکت ۱۲
فتوحات شام میں حضرت معاویہؓ کی شرکت ۱۲
عہد عثمانی میں حضرت امیر معاویہؓ کا مرتبہ ۱۴
حضرت امیر معاویہؓ کے انتظامی امور ۱۴
حضرت امیر معاویہؓ کے مشیر کار ۱۴
صوبوں کی تقسیم ۱۵
حکام کا انتخاب ۱۵
حکام کی نگرانی اور ان سے پوری واقفیت ۱۶
فوجی نظام ۱۶
قلعوں کی تعمیر ۱۶
بحری فوج کا نظام ۱۷
جہاز سازی کے کارخانے ۱۷
بحری فوج کا قائد ۱۸
پولیس کا نظام ۱۸
مشتبہ لوگوں کی نگرانی کا نظام ۱۹
ذرائع ابلاغ کا نظام ۱۹
دیوان کا نظام ۲۰
رفاع عام کے کام ۲۰
نہریں ۲۰
شہروں کی آبادی ۲۱

نئی آبادیوں کا قیام ۲۳
شیر خوار بچوں کے وظائف ۲۳
موذی جانوروں کا قتل ۲۳
غیر مسلموں کا تقرر ۲۳
غیر مسلموں کے جذبات کا احترام ۲۴
ذمیوں کے مال کی حفاظت ۲۴
رعایا کی فکر ۲۵
مذہبی خدمات ۲۶
حرم کی خدمت ۲۶
مساجد کی تعمیر ۲۶
دعوت وتبلیغ ۲۷
نکاح شغار کا انسداد ۲۷
نہی عن المنکر ۲۷
فرائض اور سنن کا اہتمام ۲۸
سنت کی ترویج کا اہتمام ۲۸
غیر مسنون اعمال کی ممانعت ۲۸
خطبہ کے ذریعہ اصلاح ۲۹
حضرت امیر معاویہؓ کے خصائل ۲۹
آپ کے اخلاق ۳۰
خرت کا خوف ۳۰
قبول حق ۳۲
حضرت معاویہؓ کی فیاضی ۳۲
امہات المومنین کی خدمت ۳۳
آثار نبوی سے عشق ۳۴
مساوات ۳۴

حضرت معاویہؓ کے اخلاقی اصول ۳۵
یزید کی ولی عہدی ۳۵
حضرت امیر معاویہؓ کی آخری تقریر اور علالت ۳۷
یزید کو وصیت ۳۸
اہل خاندان کو وصیتیں ۳۹
حضرت امیر معاویہؓ کی وفات ۳۹
آپ کا حلیہ مبارک اور ازواج واولاد ۴۰

❁❁❁

پیش لفظ

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی دامت برکاتہم
مہتمم: دار العلوم ندوۃ العلماء ومدیر: البعث الاسلامی ندوۃ العلماء لکھنؤ، الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین محمد وعلی آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین، أما بعد:

دعوت دین امت کے ذمہ ایک اہم فریضہ ہے، یہ امت چونکہ تمام امتوں میں بہترین امت ہے، اس کی بہتری کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتادی ہے کہ یہ پوری انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے برپا کی گئی ہے، اس امت کے داعی اول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ذریعہ تیار کردہ نسل نے پوری انسانی برادری کی فکر کی، یہی وجہ ہے کہ بہت کم مدت میں وہ دنیا کے اطراف واکناف پر چھا گئے اور لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا سبب بنے، اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کو اس طرح قبول کیا کہ قیامت کے لئے ان کو نمونہ بنادیا۔

صحابۂ کرامؓ کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی اسی فکر کے ساتھ اقوام عالم کے درمیان آتی رہیں اور معاشرہ کے متنوع عناصر کی ہدایت کا ذریعہ بنیں، یہی وجہ ہے کہ یہ دین آج ہم تک پہونچا اور ہم اس کی تعلیمات سے واقف ہوکر اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے مطابق کسی حد تک اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دین کے پہونچانے کے لئے ہر زمانہ اور ہر دور میں نئے نئے طریقہ اختیار کئے جاتے رہے، بنیادی طور پر زبان اور قلم کو استعمال کرکے اس فریضہ کو انجام دیا جاتا رہا، زبان کے ذریعہ جو باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ وقتی اور فوری طور پر اثر انداز ہوتی ہیں، لیکن اس سے دوسرے افراد جو وہاں موجود نہیں ہیں، محروم رہتے ہیں، لیکن قلم کے ذریعہ جو باتیں کاغذ پر لکھ

دی جاتی ہیں اور کتابوں میں محفوظ کر دی جاتی ہیں ان سے برسوں استفادہ کیا جاسکتا ہے اور بحمد اللہ تاریخ اسلام کا پورا ذخیرہ اس کا شاہد عدل ہے۔

مقام مسرت ہے کہ مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ) ایک عرصہ سے دعوت و اصلاح کے میدان میں قابل ذکر کام انجام دے رہے ہیں، وہ لسانی اور قلمی جہاد کررہے ہیں، جس پر وہ پوری ندوی برادری ہی نہیں، بلکہ طبقہ علماء کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں، دعوت میں بنیادی چیز لسان قوم میں مہارت ہے، مفتی صاحب ہندوستان کی مروجہ زبان ہندی کے اچاریہ (عالم) ہیں، انہوں نے ہندی زبان میں اسلامیات کا ایک کتب خانہ تیار کردیا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ تفسیر فاروقی کے نام سے سات جلدوں میں ہندی زبان میں وقیع تفسیر اور اردو زبان میں ''معانی القرآن الکریم لفظی رواں ترجمہ و مختصر تفسیر'' کے عنوان سے بھی لکھی ہے جس کی ہر طرف پذیرائی ہے، ادھر چند مہینوں میں انہوں نے قرآن کے ہندی لفظی ترجمہ کا کام کیا ہے، جو طباعت کے لئے تیار ہے، اسی طرح انہوں نے اس وقت اور کئی کتابیں تیار کی ہیں جس میں ''حضرت امیر معاویہؓ کا مختصر تعارف'' بھی ہے۔ جو عوام وخواص کے لئے بہت مفید ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمد سرور فاروقی ندوی کو مزید ہمت و حوصلہ دیں، تاکہ ان کے ذریعہ لسانی اور قلمی جہاد کا یہ سلسلہ جاری رہے اور ان کا فیض جو دراصل ندوۃ العلماء کا فیض ہے جاری وساری رہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

راقم الحروف

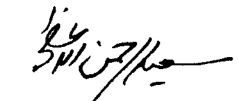

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی — ۸؍شوال ۱۴۴۱ھ

ندوۃ العلماء، لکھنؤ — ۲؍جون ۲۰۲۰ء

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

حضرت امیر معاویہؓ فتح مکہ کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے، اس لئے ان کو ایک سال سے زیادہ رسول کریم ﷺ سے استفادے کا موقع نہ ملا لیکن رسول کریم ﷺ نے آپ کے حق میں دعا دی تھی کہ ''یا اللہ معاویہ کو کتاب اللہ اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا۔ یا اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور ان کے ذریعہ سے ہدایت دے''۔

اس طرح رسول کریم ﷺ کی خدمت میں زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا لیکن انہوں نے اپنی ذوق شوق اور تلاش وجستجو سے دینی علوم میں پوری صلاحیت حاصل کرلی اس لئے کہ ان کو اپنے مخالفین سے بھی علمی استفادہ میں کوئی عار نہ ہوتا تھا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے ایک شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر پایا اور اشتعال میں آکر ان میں سے ایک کو قتل کردیا۔ امیر معاویہؓ اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرسکے۔ اور ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ حضرت علیؓ سے دریافت کرکے مجھے اطلاع دیں، ابوموسیٰؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا۔ حضرت علیؓ نے واقعہ سن کر استعجاباً فرمایا۔ اس قسم کے واقعات میرے یہاں نہیں ہوتے، میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ اصل واقعہ بیان کرکے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کرو۔ ابوموسیٰ نے کہا معاویہ نے آپ سے پوچھا ہے۔ فرمایا اگر قاتل چار گواہ نہ لاسکے تو وہ اس قتل کا ذمہ دار ہوگا۔

کبھی کبھی واقف کار بزرگوں سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال سننے کی فرمائش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مغیرہ بن شعبہ کو لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو تم نے سنا ہو اس سے مجھے بھی بتاؤ انہوں نے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فضول گوئی، اور سوال کی کثرت سے منع فرمایا۔

غرض اس طرح سے پوچھ پوچھ کر انہوں نے اپنا دامن علم اتنا وسیع کرلیا کہ وہ صحابہ جو اپنے فضل

وکمال کے لحاظ سے ایک مقام رکھتے تھے۔ان کو فقہا میں شمار کرتے تھے۔ابن ابی ملیکہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ امیر المومنین معاویہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ انہوں نے وتر ایک رکعت پڑھی، جواب دیا بالکل صحیح کیا وہ فقیہ ہیں۔

اسی تفقہ کی بنا پر وہ صحابہ کی اس جماعت کے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صاحب علم و فتاویٰ کے ایک ممبر تھے، البتہ ان کے فتاوی کی تعداد دو چار سے زیادہ نہیں ہے۔

احادیث نبوی کا بہت بڑا ذخیرہ ان کے سینہ میں محفوظ تھا۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں ان کی ۱۶۳ روایتیں ملتی ہیں جن میں سے ۴ متفق علیہ ہیں، صحابہ میں ان سے ابن عباس، ابودردا، جریر بن عبداللہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ابوامامہ بن سہل اور تابعین میں ابن مسیب اور حمید بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے روایتیں کی ہیں۔

کبھی کبھی مذہبی مسائل میں اکابر صحابہ سے اوران سے اختلاف رائے بھی ہوجاتا تھا اور ان کی رائے فائق نکلتی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے والی تھے۔یہاں کے مسلمانوں میں کچھ رومیوں کے اثر اور کچھ مال ودولت کی فراوانی سے ظاہری شان پیدا ہوگئی تھی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی یہیں رہتے تھے یہ بڑے سادہ مزاج بزرگ تھے اور اپنی طرح سب میں عہد نبوت ﷺ کی سادگی دیکھنا چاہتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے لئے زائد ضرورت مال جمع کرنا حرام ہے اور اس عقیدے میں اس قدر متشدد تھے کہ انہوں نے سرمایہ داری کے خلاف وعظ کہنا شروع کردیا اور جو مسلمان روپیہ جمع کرتے تھے ان کو اس آیت کا مورد ٹھہراتے تھے۔

کہتے تھے جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو۔۔۔

اس آیت کے پہلے یہود ونصاریٰ کا ذکر ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس آیت کا تعلق بھی ان ہی لوگوں سے ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس کو مسلمان اور غیر مسلمان دونوں سے متعلق کرتے تھے۔دوسرا اختلاف یہ تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خدا کی راہ میں نہ دینے سے یہ مراد لیتے تھے کہ کل مال خدا کی راہ میں نہیں دیتے اور امیر معاویہ صرف زکوۃ میں محدود کرتے تھے اس مختلف فیہ مسئلہ میں گو

ترک دنیا کے اصول سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا خیال کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو لیکن واقعہ کے لحاظ سے حضرت امیر معاویہ کی رائے سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

دینی علوم کے علاوہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کے مروجہ علوم میں بھی ممتاز درجہ رکھتے تھے چنانچہ کتابت میں جس سے عرب تقریباً ناآشنا تھے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پوری مہارت تھی اور اسی وصف کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا خاص کاتب مقرر فرمایا تھا۔اسی طرح شاعری عربوں کا خاص فن تھا۔حضرت معاویہ کو شعروشاعری کا نہایت اچھا ذوق تھا وہ شعر کو تہذیب اخلاق کا بہترین ذریعہ سمجھتے تھے۔

اس طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی جس میں امت کے لئے بڑی رہنمائی ہے اسی غرض سے ہندی داں طبقے کو واقف کرانے کے لئے اسے پہلے اردو زبان میں پھر ہندی زبان میں شائع کرنے کا ارادہ ہے چونکہ ہندی میں کوئی خاص مستند کتابیں موجود نہیں ہیں اس لئے سیر الصحابہؒ مولانا شاہ معین الدین ندویؒ کی تحریر کردہ کتاب سے زیادہ تر عبارتیں اور کچھ دیگر کتب سے لے کر اسے مختصراً تیار کیا گیا ہے تاکہ کم وقت میں استفادہ آسان ہو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قبول فرما کر امت کی رہنمائی اور صحابہ کی عظمت میں اضافہ کا باعث بنائے، آخر میں ہم جناب احمد وصدیق الانہ صاحب کے شکرگزار ہیں جو ہمیشہ ہمارے دعوتی کاموں کی ہمت افزائی کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۲۶/۴/۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف

آپ کا نام معاویہؓ تھا اور ابوعبدالرحمن کنیت تھی آپ کے والد کا نام ابوسفیان تھا اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے: معاویہ بن صخر ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی۔

اسی طرح ماں کا نام ہندہ تھا، یعنی ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبد مناف ابن قصی قرشیہ امویہ، اس طرح حضرت معاویہؓ کا شجرہ پانچویں پشت پر رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔

خاندانی حالات اور اسلام

ان کا خاندان بنوامیہ زمانۂ جاہلیت سے قریش میں معزز وممتاز تھا، ان کے والد ابوسفیان قریش کے قومی نظام میں عقاب یعنی وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز تھے۔ ابوسفیان آغاز بعثت سے فتح مکہ تک اسلام کے دشمن رہے اور رسول کریم ﷺ و مسلمانوں کی ایذا رسانی اور اسلام کو مٹانے میں کوئی امکانی کوشش باقی نہیں رکھی۔ اس زمانہ میں اسلام کے خلاف جتنی تحریکیں اٹھیں، ان سب میں اعلانیہ یا در پردہ ان کا ہاتھ ضرور ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے دن ابوسفیان اور معاویہ دونوں مشرف باسلام ہوئے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہؓ صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن باپ کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا،، تاہم یہ بات یقینی ہے کہ ابوسفیان کی اسلام سے دشمنی کے باوجود معاویہؓ کو مسلمانوں سے کوئی عناد نہ تھا۔ چنانچہ ان کے اسلام لانے سے پہلے بدر اور احد وغیرہ بڑے بڑے معرکے ہوئے مگر ان میں سے کسی میں مشرکین کے ساتھ معاویہ کی شرکت معلوم نہیں ہوتی۔

غزوات میں شرکت

حضرت امیر معاویہؓ کے مشرف باسلام ہونے کی خوشی میں رسول کریم ﷺ نے انہیں مبارکباد دی۔ قبول اسلام کے بعد معاویہؓ حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے حنین کے مال غنیمت میں سے رسول کریم ﷺ نے ان کو سو اونٹ اور ۴۰ اوقیہ سونا یا چاندی مرحمت فرمایا تھا۔ (ابن سعد جز ۷ ق ۲ ص ۱۲۸ و تہذیب الاسماء نووی ج ۱ ص ۱۰۲)

اسی زمانہ میں حضرت معاویہؓ کے خاندانی وقار کے لحاظ سے ان کو کتابت وحی کا جلیل القدر منصب بھی ملا۔ (حوالۂ سابق)

فتوحات شام میں حضرت معاویہؓ کی شرکت

حضرت امیر معاویہؓ بالکل آخر میں اسلام لائے تھے، اس لئے رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ان کو کوئی نمایاں کارنامہ دکھانے کا موقع نہ مل سکا۔ اس کا آغاز حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت سے ہوتا ہے۔ شام کی فوج کشی میں حضرت امیر معاویہؓ کے بھائی یزید ایک دستہ کے افسر تھے، اردن کی فتح کے سلسلہ میں جب حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار فوج نے عمرو بن العاصؓ کو اس کے ساحلی علاقہ پر مامور کیا۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے رومیوں کا کثیر دستہ جمع ہوا اور قسطنطنیہ سے امدادی فوجیں آئیں۔ تو عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے مزید امداد طلب کی، اس وقت انہوں نے یزید بن ابی سفیان کو روانہ کیا۔ اس امدادی دستہ کے مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ میں تھی، اس مہم میں انہوں نے نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ (فتوح البلدان بلاذری ص ۱۲۳)

اس کے بعد اس سلسلہ کی تمام لڑائیوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ چنانچہ مرج صفر کے معرکہ میں جب عمرو بن العاص کے بھتیجے خالد شہید ہوئے تو ان کی تلوار معاویہؓ کے قبضہ میں آئی۔ (فتوح البلدان بلاذری ص ۱۲۶)

دمشق کی تسخیر کے بعد جب یزید صیدا، عرقہ، جبیل اور بیروت وغیرہ کے ساحلی

علاقہ کی طرف بڑھے،تو حضرت معاویہؓ اس پیش قدمی میں مقدمۃ الجیش کی رہبری کررہے تھے اور عرقہ تمام تر ان ہی کی کوششوں سے فتح ہوا۔اس کے بعد جب حضرت عمرؓ کے آخر عہد خلافت میں رومیوں نے شام کے بعض مقامات واپس لے لئے تو معاویہؓ نے ان کو زیر کرکے دوبارہ زیرنگین کیا۔(ایضاً ص ۱۳۳)

مذکورہ بالا مقامات کی تسخیر کے بعد یزید نے باقی ماندہ علاقہ پر امیر معاویہؓ کو متعین کردیا۔انہوں نے نہایت آسانی کے ساتھ تمام قلعے تسخیر کئے اور زیادہ کشت وخون کی نوبت نہیں آنے پائی۔کہیں کہیں خفیف سی جھڑپ ہوجاتی تھی۔قیساریہ کی مہم حضرت عمرؓ نے خاص ان کے سپرد کی تھی۔انہوں نے اسے بھی نہایت کامیابی کے ساتھ فتح کرلیا۔جب یہ قیساریہ پہنچے تو رومی کماندار اپنی سامنے آیا۔دونوں میں سخت معرکہ ہوا۔امیر معاویہؓ نے اسے پسپا کردیا۔اور رومی شکست کھا کر شہر میں داخل ہوگئے،حضرت معاویہؓ نے قیساریہ کا محاصرہ کرلیا،رومی برابر مقابلہ کرتے تھے،مگر ہر مرتبہ شکست کھا کر شہر میں لوٹ جاتے تھے،ایک دن آخری جنگ کے لئے بڑے جوش وخروش سے نکلے،اور ایک خونریز جنگ کے بعد بہت فاش شکست کھائی،اس معرکہ میں اسی ہزار رومی کام آئے اور میدان امیر معاویہؓ کے ہاتھ رہا۔(طبری ص ۲۳۹۷)

غرض حضرت معاویہؓ قریب قریب تمام معرکہ آرائیوں میں بہت ممتاز حیثیت سے شریک رہے،جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔

●۱۸ھ میں جب امیر معاویہؓ کے بھائی یزید کا انتقال ہوگیا۔تو حضرت عمرؓ ان کی ناوقت وفات سے سخت متاثر ہوئے اور ان کی جگہ معاویہؓ کو دمشق کا عامل (گورنر بنایا اور ایک ہزار ماہانہ تنخواہ مقرر کی۔(استیعاب ج۱ ص۲۶۱)

حضرت عمرؓ معاویہؓ کے اوصاف کی وجہ سے ان کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کے تدبیر وسیاست اور علوئے حوصلہ کی وجہ سے ان کو "کسرائے عرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔
(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۹۴)

●اس طرح حضرت امیر معاویہؓ ۴ سال تک فاروقی عہد میں دمشق کے حکمران رہے۔

عہد عثمانی میں حضرت امیر معاویہ کا مرتبہ

۲۳ھ میں جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوگیا۔اور حضرت عثمانؓ مسند آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے امیر معاویہؓ کی تجربہ کاری کی وجہ سے انہیں پورے شام کا والی بنادیا۔شام کی ولایت کے زمانہ میں انہوں نے رومیوں کے مقابلہ میں بڑی زبردست فتوحات حاصل کیں گو حضرت عمرؓ کے عہد میں قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کے تختے الٹ چکے تھے۔تاہم اس وقت تک کوئی بحری حملہ نہ ہوا تھا۔اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے امیر معاویہؓ نے بحری حملوں کا آغاز کیا،اور بحری قوت کو اتنی ترقی دی کہ اسلامی بحری بیڑا اس عہد کے بہترین بیڑوں میں شمار ہوتا تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے انتظامی امور

امیر معاویہؓ کو جو چیز دوسرے اموی خلفاء سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کی بے نظیر تدبیر وسیاست اور قوتِ نظم تھی امیر معاویہؓ اموی سلسلہ کے سب سے پہلے بادشاہ تھے اور ان ہی کے ہاتھوں بنوامیہ کی بنیاد پڑی تھی،اس لئے عام اصول کے اعتبار سے انکا دور حکومت بالکل ابتدائی سادہ اور غیر مکمل ہونا چاہئے تھا لیکن اس آغاز کے باوجود وہ ترقی یافتہ حکومت کا ایک مکمل اور جامع نمونہ تھا،ان کے بعد کے آنے والے خلفاء کا دور بعض انفرادی اوصاف وخصوصیات میں تو ان کے دور سے ممتاز ہے،لیکن مجموعی حیثیت سے ان سے کوئی نہ بڑھ سکا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے مشیر کار

حضرت امیر معاویہؓ عہد کے ارباب فکر وتدبر کے صلاح ومشورے سے ہر عمل کرتے تھے البتہ باقاعدہ مجلس شوریٰ نہ تھی۔تاہم اس عہد کے بہترین دماغ اور مشاہیر مدبرین عمرو بن العاصؓ،مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن ابوسفیانؓ وغیرہ ان کے خاص مشیر کار تھے اور کوئی اہم معاملہ ان لوگوں کے مشورہ کے بغیر انجام نہ پاتا تھا۔

صوبوں کی تقسیم

ان کے زمانہ میں دولت اسلامیہ مختلف صوبوں میں تقسیم تھی۔جن پر علیحدہ علیحدہ علیحدہ گورنر ہوتے تھے،اور بعض بڑے بڑے صوبہ مثلاً خراسان اور افریقہ متعدد چھوٹے صوبوں پر تقسیم تھے۔خراسان کے ماتحت کچھ حصہ ترکستان کا اور کابل اور سندھ تک کا علاقہ تھا۔اسی طرح افریقہ میں تونس مراکش اور الجزائر وغیرہ سب داخل تھے۔ان پر ایک گورنر جنرل ہوتا تھا جو اپنی جانب سے ان ملکوں کے مختلف حصوں پر علیحدہ علیحدہ گورنر مقرر کرتا تھا۔

حکام کا انتخاب

ایک منظم اور عدل پرور سلطنت کے لئے سب سے زیادہ اہم مسئلہ حکام اور عہدہ داروں کا انتخاب ہوتا ہے امیر معاویہؓ کے عہد میں تمام ذمہ دار عہدے ان ہی لوگوں کے سپرد کئے جاتے تھے جو پورے طور پر اس کے اہل ہوتے تھے۔زیاد گورنر جنرل عراق خاص اصول کے ماتحت حکام کا انتخاب کرتا تھا۔

محافظ سرحد،افسر پولیس،قاضی اور وظائف کے عہدوں کے لئے معمر اور تجربہ کار اشخاص منتخب ہوتے تھے۔پولیس کے لئے چست،چالاک اور رعب دار اشخاص منتخب ہو تے تھے صاحب الحرس (محافظ دستہ کا افسر) کے لئے پاک باز اور پختہ کار آدمی چنے جاتے تھے اور اس عہدہ کا بھی لحاظ کیا جاتا تھا کہ اس کا دامن عوام کی طعنہ زنی اور عیب چینی سے پاک ہو۔کاتب کا عہدہ نہایت مہتم بالشان ہے۔اس کی ادنیٰ لغزش قلم اور تسامح سے نظام حکومت میں خلل پڑ جاتا ہے۔اس لئے اس کے انتخاب میں خاص طور پر احتیاط کی جاتی تھی اور اس کے لئے وہی شخص منتخب ہوتا تھا،جس کی نگاہ دوربین اور دقیقہ رس ہو۔

اسی کے ساتھ عملی حیثیت سے اپنے کام میں چست اور مستعد ہو،جو روز کا کام روز پورا کرے،اس میں کسی قسم کی خامی نہ ہو،جو کام کرے وہ نہایت مضبوط ٹھوس اور مستحکم ہو،ان اوصاف کے ساتھ وہ حکومت کا خیر اندیش بھی ہو۔سکریٹری کا عہدہ خلفائے راشدینؓ

کے عہد میں نہ تھا۔سب سے پہلے امیر معاویہؓ نے اس کو قائم کیا۔چونکہ اس کو ہر وقت حکمران کی پیشی میں رہنا پڑتا تھا۔اس لئے وہی شخص سکریٹری بنایا جاتا تھا۔جو اس سے پہلے سلاطین کی دوسری خدمات انجام دے چکا ہو۔اور اس کے ساتھ ذہین اور فہیم بھی ہو۔کیونکہ اس کو ہر وقت حکمران کے چشم و ابرو کے اشارہ پر کام کرنا پڑتا ہے۔(یعقوبی ج۲ص۲۷۹و۲۸۰)

حکام کی نگرانی اور ان سے پوری واقفیت

حکام کے انتخاب میں احتیاط کے ساتھ اتنا ہی اہم مرحلہ ان کے افعال و اعمال کی نگرانی اور ان کے طرز حکومت سے خبرداری ہوتی ہے۔زیاد کا یہ قول تھا کہ والی کو اپنے پورے عملہ سے خود عملہ والوں سے زیادہ خبردار رہنا چاہئے۔اور اس اصول پر وہ پورے طور سے عمل پیرا تھا وہ تمام عاملوں پر گہری نظر رکھتا تھا۔ایک مرتبہ ایک شخص نے امتحاناً پوچھا کہ آپ مجھ کو جانتے ہیں۔اس نے کہا کہ ''تنہا تم کو ہی نہیں بلکہ تمہاری سات پشت کو جانتا ہوں اور جو لباس تم پہنتے ہو اسے بھی بتا سکتا ہوں،اگر تم میں سے کوئی شخص کسی سے چادر مستعار لے کر پہنے تو پہچان کر بتا دوں گا۔(یہ تمام تفصیلات یعقوبی ج۲ص۲۷۹و۲۸۰ سے ماخوذ ہیں)

فوجی نظام

ملک کی حفاظت اور قیام امن کے لئے فوجی قوت سب سے اہم چیز ہے۔فوج کا نظام حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ میں نہایت مکمل ہو چکا تھا۔پھر حضرت عثمانؓ نے اس کو اور زیادہ ترقی دی۔جب امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا تو اس میں بہت کم ترمیم کی ضرورت تھی۔تاہم جس حد تک ترقی کی گنجائش تھی۔امیر معاویہؓ نے اس کو ترقی دے کر کمال تک پہنچا دیا۔چنانچہ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں تمام اہم مرکزوں پر فوجی قلعے اور چھاؤنیاں قائم کیں۔

قلعوں کی تعمیر

آپ نے سب سے پہلے اپنے مستقر شام میں متعدد قلعہ بنوائے اور بعض ویران

قلعے آباد کئے ۔ساحل شام پر رومیوں کا ایک قلعہ جبلہ تھا ۔یہ شام کی فتح کے زمانہ میں اجڑ گیا تھا۔امیر معاویہؓ نے اس کو دوبارہ آباد کرایا۔اور انطرطوس ،مرقیہ اور بلنیا رس کے قلعے بنوا کر آباد کئے ۔(فتوح البلدان ص ۱۴۰)

- روڈس کی فتح کے زمانہ میں یہاں ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا ۔یہ قلعہ سات برس تک روڈس کا فوجی مرکز رہا۔پھر یزید کے زمانہ میں اجڑا۔(ایضاص ۲۴۵)
- مدینہ میں خاص اہل مدینہ کے لئے ایک قلعہ بنوایا تھا۔جس کا نام قصر خل تھا۔(ایضاًص ۱۶۰)
- ان قلعوں کے علاوہ امیر معاویہؓ نے فوجی ضرورت کے لئے مستقل شہر آباد کئے اور بڑی بڑی چھاؤنیاں قائم کیں ۔چنانچہ مرعش اور قیروان اسی ضرورت کے لئے بسائے گئے تھے ان کے حالات شہروں کی آبادی کے ذکر میں آئیں گے ۔

بحری فوج کا نظام

امیر معاویہؓ کے عہد میں جس فوجی شعبہ میں نمایاں ترقی ہوئی وہ بحری محکمہ ہے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں بری فتوحات کی وسعت کے باوجود کوئی بحری حملہ نہ ہوا تھا۔اور امیر معاویہؓ کے اصرار پر بھی آپ نے مسلمانوں کی حفاظت جان کے خیال سے انہیں سمندر میں نہ اترنے دیا تھا۔لیکن امیر معاویہؓ کو سمندروں سے کھیلنے کا شوق اتنا غالب تھا کہ حضرت عثمانؓ سے باصرار اجازت لے لی اور چند دن کے بعد بحری فوج کو اتنی ترقی دی کہ اسلامی بیڑے کو اس عہد کے مشہور رومی بیڑوں سے بڑھا دیا اور ۳۳ھ میں پانسو جنگی جہازوں کے ساتھ قبرص پر حملہ کیا۔جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

جہاز سازی کے کارخانے

امیر معاویہؓ عظیم الشان بیڑا رکھنا چاہتے تھے اس کے لئے جہاز سازی کے کارخانوں کی سخت ضرورت تھی ۔چنانچہ انہوں نے اپنے عہد میں اس کے متعدد کارخانے قائم کئے ان میں پہلا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا تھا۔(حسن المحاضرہ سیوطی ج ۲ ص ۱۹۹)

- بلاذری کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے اس قسم کے کارخانے تمام ساحلی مقامات پر قائم کئے تھے ،چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پہلے جہاز سازی کا کارخانہ صرف مصر میں تھا۔لیکن امیر معاویہؓ کے حکم سے کاریگر اور بڑھئی جمع کئے گئے اور ان کو انہوں نے تمام ساحلی مقامات پر بسایا۔اردن میں عکا میں بھی کارخانہ قائم تھا۔(فتوح البلدان ص ۱۲۴)

بحری فوج کا قائد

حضرت عثمان کے زمانہ میں عموماً بری بحری سپہ سالار ایک ہی ہوا کرتے تھے لیکن امیر معاویہؓ نے بحری قوت کو جس قدر ترقی دی تھی اس کے لئے مستقل امیر البحر کی ضرورت تھی ۔اس لئے انہوں نے بری اور بحری فوج دونوں کی سپہ سالاری پر الگ الگ اشخاص مقرر کئے ۔طبری کے بیان کے مطابق عبداللہ بن قیس حارثیؓ کو انہوں نے امیر البحر مقرر کیا تھا۔انہوں نے کم وبیش پچاس ۵۰ بحری معرکہ آرائیاں کیں ۔جن میں ایک مسلمان بھی ضائع نہیں ہوا۔(طبری)

دوسرے امیر البحر جنادہ بن ابی امیہ تھے ۔جن کو امیر معاویہؓ نے عثمانی عہد میں بحری لڑائیوں پر مامور کیا تھا۔یہ اس زمانہ سے لیکر یزید کے عہد تک برابر بحری حملوں میں مصروف رہے ۔(اسد الغابہ ج ۲ تذکرہ جنادہ ابن ابی امیہ)

امیر معاویہؓ کے عہد میں جس قدر بحری لڑائیاں ہوئیں ،اس کی نظیر ان کے بعد عرصہ تک نہیں ملتی کوئی سال بحری حملوں سے خالی نہ جاتا تھا بلکہ بیک وقت مختلف مقامات پر مختلف حملے ہوتے تھے اوپر کی فتوحات کے سلسلہ میں ان کی تفصیلات گذر چکی ہیں ۔

پولیس کا نظام

جنگی قوت عموماً بیرونی حملہ آوروں کی مدافعت اور دوسرے ملکوں پر حملہ کے لئے ہوتی ہے ۔لیکن اندرون ملک کا امن وامان پولیس پر موقوف ہے اور امیر معاویہؓ کے زمانہ میں پولیس میں بڑی وسعت ہوئی ۔صرف ایک شہر کوفہ میں چار ہزار پولیس متعین تھی ۔اور پانسو پولیس

مسجد میں پہرا دیتی تھی۔اس وسعت کا یہ نتیجہ تھا کہ اگر کسی کی کوئی چیز راستہ میں گر جاتی تو راہ رو اٹھانے کی ہمت نہ کرتا تھا۔یہاں تک کہ اس کا مالک خود آ کر نہ اٹھائے۔راتوں کو عورتیں تنہا اپنے گھروں میں مکان کے کواڑ کھول کر بے خوف وخطر سوتی تھیں زیاد کہتا تھا کہ اگر کوفہ اور خراسان کے درمیان رسی کا کوئی ٹکڑا بھی ضائع ہو جائے تو مجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ کس نے لیا۔ایک مرتبہ اس نے ایک گھر سے گھنٹا بجنے کی آواز آتی سنی پوچھا تو معلوم ہوا کہ گھر والے پہرہ دے رہے ہیں۔بولا اس کی ضرورت نہیں اگر مال ضائع ہوا تو میں اس کا ضامن ہوں اس سلسلہ میں اس نے بعض ایسے قوانین بھی بنائے تھے جو بظاہر بہت سخت معلوم ہوتے ہیں۔مثلاً عشاء کے بعد گھر سے نکلنے کی سزا قتل تھی۔لیکن عراق جیسے فتنہ پسند ملک میں اس سختی کے بغیر امن وامان ممکن نہ تھا۔(طبری ج ۷ ص ۷۷ تا ۷۹)

مشتبہ لوگوں کی نگرانی کا نظام

مشتبہ چال چلن والوں کی نگرانی اس عہد کی جدت سمجھی جاتی ہے لیکن بعض بعض مقامات پر جہاں شورہ پشتوں کے شر وفساد کا خطرہ تھا۔امیر معاویہؓ کے عہد میں یہ طریقہ رائج ہو چکا تھا۔چنانچہ انہوں نے ابودرداؓ کو دمشق کے بدمعاشوں کے نام قلمبند کرنے کا حکم دیا تھا۔(ادب المفرد باب الظن)

زیاد نے جعد بن قیس تمیمی کو بدمعاشوں کی نگرانی پر مقرر کیا تھا جو گھوم پھر کر ان کو نگاہ میں رکھتے تھے۔(طبری ج ۷ ص ۷۸)

ذرائع ابلاغ کا نظام

برید یعنی سرکاری ڈاک کا انتظام ایک منظم حکومت کے لئے ناگزیر شے ہے امیر معاویہؓ کے زمانہ تک اسلامی حکومت میں یہ طریقہ رائج نہ تھا سب سے پہلے ان ہی نے اس کو جاری کیا اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ گھوڑ دوڑ کے تیز گھوڑے تھوڑی تھوڑی مسافت پر رہتے تھے،خبر رساں خبر لے کر ان پر سوار ہوتا اور نہایت تیزی کے ساتھ جاتا تھا اور جب یہ گھوڑا تھک

جاتا تھا تو آگے کی چوکی پر جہاں تیز رفتار گھوڑے ہر وقت تیار رہتے تھے،تازہ دم گھوڑے سے تبادلہ کر کے آگے بڑھتا تھا۔اسی طریقہ سے بڑھتا ہوا اور گھوڑے بدلتا ہوا منزل مقصود پر پہنچ جاتا تھا۔اس طریقہ سے ایک مقام کی خبر دوسرے مقام پر نہایت جلد پہنچ جاتی تھی۔(الفخری ص ۹۷)

دیوان کا نظام

فرامین سلطانی اور حکومت کے احکام کی نقل ایک ضروری چیز ہے امیر معاویہؓ کے زمانہ تک اسلامی حکومت میں اس کا کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔اسی لئے کبھی کبھی لوگ اس میں ردوبدل کر دیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ایک شخص کو ایک لاکھ کی رقم دلائی اور زیاد کے نام دہانید کا فرمان لکھدیا۔اس شخص نے فرمان پڑھ کر دو لاکھ بنا دیئے اور زیاد سے اسی قدر وصول کر لیا۔جب زیاد نے امیر معاویہؓ کے سامنے حساب کے کاغذات پیش کئے۔تو معلوم ہوا کہ وہ شخص ایک لاکھ کے بجائے دو لاکھ لے گیا۔اسی دن سے امیر نے دیوان خاتم قائم کیا۔اس میں یہ ہوتا تھا کہ جب پیش گاہ سلطانی سے کوئی فرمان صادر ہوتا تھا تو وہ پہلے دفتر میں آتا تھا اور یہاں کا محرر اس کی نقل اپنے رجسٹر پر چڑھا کر اصل فرمان کو ملفوف کر کے اس پر موم سے مہر کر دیتا تھا۔اس طرح اس میں تحریف کا امکان باقی نہیں رہتا تھا۔(الفخری ص ۹۷)

یہ طریقہ محض شاہی فرامین تک محدود نہ تھا بلکہ بعض بڑے بڑے عمال بھی اس پر عامل تھے،چنانچہ زیاد نے باقاعدہ دفاتر قائم کئے تھے۔جن میں احکام وخطوط کی نقلیں رکھی جاتی تھیں۔(تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۷۹)

رفاع عام کے کام

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے عہد حکومت میں اس قسم کے بہت سے رفاع عام کے کام کئے۔جن سے حکومت کے ساتھ عام رعایا کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

نہریں

ایشیائی ملک زیادہ تر زرعی ہیں۔بلکہ اس زمانہ میں جب صنعت وحرفت نے ترقی

نہ کی تھی ۔قریب قریب ہر ملک کی ثروت اور فارغ البالی کا مدار زیادہ تر زراعت پر تھا اس لئے امیر معاویہ نے اپنے عہد میں زراعت کی ترقی اور پیداوار کے اضافہ اور زمین کی سیرابی کے لئے ملک کے طول وعرض میں جا بجا نہروں کا جال بچھا دیا۔جس سے لاکھوں ایکڑ زمین سیراب اور کروڑوں انسانوں کی پرورش ہوتی تھی۔ان نہروں کی وجہ سے پیداوار میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا اور قحط سالی کا خطرہ جاتا رہا۔خلاصۃ الوفا میں ہے کہ مدینہ شریف اور اس کے گرد بکثرت نہریں تھیں اور امیر معاویہؓ کو اس باب میں خاص اہتمام تھا۔انہوں نے جو نہریں جاری کیں ان میں نہر کظامہ۔نہر ازراق،اور نہر شہدا۔وغیرہ کے نام خلاصۃ الوفا میں ملتے ہیں۔

(وفا الوفا ص ۱۱۱۷ اور خلاصۃ الوفا ص ۱۳۶ و ۱۳۷)

حضرت معقلؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے بصرہ میں ایک نہر کھدوائی تھی جو نہر معقل کے نام سے مشہور تھی۔زیاد نے امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں دوبارہ اس کو کھدوا کر صاف کرایا افتتاح کے بعد ایک آدمی کو ایک ہزار درہم دے کر کہا کہ دجلہ کے کنارے کنارے چکر لگا کر لوگوں سے پوچھو کہ یہ کس کی نہر ہے؟ جو شخص زیاد کی نہر بتائے اس کو یہ رقم دیدو اس نے گھوم پھر کر پوچھا۔مگر ہر شخص کی زبان پر معقل کا نام تھا۔**(فتوح البلدان ص ۳۶۶)**

عبید اللہ بن زیاد گورنر عراق مقرر ہوا تو اس نے بخارا کے پہاڑ کاٹ کر ایک نہر نکالی،ان ہی کے عہد حکومت میں حکم بن عمرو نے ایک نہر جاری کی۔مگر اس کا افتتاح نہ ہوسکا۔**(ایضاً ص ۱۵۶)**

● نہر کے علاوہ پہاڑ کی گھاٹیوں کے گرد بند بندھوا کر تالاب بنوائے جن میں پانی جمع ہوتا تھا۔

شہروں کی آبادی

امیر معاویہؓ نے اپنے عہد میں مستقل شہر آباد کرائے اور بعض پرانے اجڑے شہر بسائے۔مرعش شام کا قدیم اجڑا ہوا شہر تھا۔امیر معاویہؓ نے اس کو دوبار تعمیر کرا کے بسایا۔

(فتوح البلدان ص ۱۹۶)

ان کے عہد میں جو سب سے بڑا شہر آباد ہوا۔جو اپنی مختلف خصوصیات کے لحاظ سے

تاریخ اسلام میں مشہور ہے وہ قیروان ہے۔امیر معاویہؓ کے زمانہ میں عقبہ بن نافع فہری نے افریقہ کے بڑے بڑے شہر فتح کئے اور ہزاروں بربری اسلام لائے لیکن یہ سخت فتنہ پرست ،اور بغاوت پسند تھے،جب تک ان کے سر پر فوجی قوت مسلط رہتی اس وقت تک مطیع ومنقاد رہتے ۔اور جیسے ہی ہٹتی مرتد ہو کر باغی ہو جاتے تھے،اس لئے عقبہ نے یہاں ایک شہر آباد کر کے مسلمانوں کے بسانے کا قصد کیا۔تاکہ روز روز کی بغاوت کا خطرہ جاتا رہے۔چنانچہ انہوں نے ساحل سے ہٹ کر اس کے لئے ایک جنگل منتخب کیا تاکہ رومیوں کے بحری حملوں سے محفوظ رہے یہ جنگل نہایت گھنا اور درندوں اور مسموم کیڑوں کا مسکن تھا۔عقبہ نے اسے کٹوا کر بسایا ۔وسط شہر میں دار الامارۃ بنوایا اور چاروں طرف مسلمانوں کے محلے آباد کرا کے ایک جامع مسجد تعمیر کی۔رفتہ رفتہ اس شہر نے اتنی ترقی کی کہ شمالی افریقہ کا مرکز بن گیا۔**(معجم البلدان ذکر "قیروان")**

● جب کسی قوم کا اختر اقبال ترقی پذیر ہوتا ہے تو اس کے متعلق عجیب وغریب محیر العقول داستانیں زبان زد خاص وعام ہو جاتی ہیں۔مسلمانوں کے عہد اقبال کے اس قبیل کے سینکڑوں واقعات نے بھی تاریخی شہرت حاصل کر لی ہے۔ان میں قیروان کی تاسیس کے سلسلہ کا ایک واقعہ بھی لائق ذکر ہے۔جس وقت عقبہ نے اسے بسانے کا ارادہ کیا اس وقت یہاں کا جنگل اتنا گھنا اور ہیبتناک تھا کہ بڑے بڑے خونخوار درندے اور اژدہے اس میں بھرے ہوئے تھے اور ان کے نکالنے کی کوئی صورت نہ تھی۔لیکن جو قوم ترقی پذیر ہوتی ہے اس کا سکہ انسان سے لے کر حیوان تک پر یکساں چلتا ہے۔

یہی قصہ اس جنگل کے مکینوں کے ساتھ پیش آیا۔عقبہ بن عامر جنگل کے پاس پکر دادیا کہ ہم لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور ان کی امت ہیں اور تمہیں حکم دیتے ہیں کل تک تم سب جنگل خالی کر دو۔ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔اس الٹی میٹم پر جتنے درندے ۔اژدہے اور دوسرے خوفناک جانور تھے وہ سب اپنے اپنے بچوں کو لے کر قطار در قطار نکلنے لگے اور جنگل بالکل خالی کر دیا۔گو یہ واقعہ افسانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔لیکن اس سے اس وقت مسلمانوں کے اوج اقبال ضرور پتہ چلتا ہے۔

نئی آبادیوں کا قیام

ان مستقل شہروں کے علاوہ بہت سی نوآبادیاں قائم ہوئیں ۴۳ھ میں انطاکیہ میں فارس بعلبک، حمص اور مصر کے باشندوں کی ایک نوآبادی بسائی۔(فتوح البلدان ص ۲۴۴)

● ۵۲ھ میں روڈس میں بہت سے مسلمان آباد کئے گئے ۵۴ھ میں ارواڈ میں مسلمان بسے۔(فتوح البلدان بلاذری ص ۲۶۴)

خصوصاً ان مقامات پر جہاں کسی دوسری حکومت کی سرحد ملتی تھی مسلمانوں کی نوآبادیاں قائم کی گئیں، اس کی وجہ سے مخالف کے حملہ کا خطرہ بڑی حد تک کم ہوگیا۔

شیر خوار بچوں کے وظائف

حضرت عمرؓ نے دس دس درہم مجاہدین کے بچوں کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور اس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہیں۔امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں اس کو قائم رکھا، لیکن اتنی ترمیم کردی کہ دودھ چھوڑنے کے بعد یہ وظیفہ جاری ہوتا تھا۔

موذی جانوروں کا قتل

تہذیب یافتہ سلطنتوں میں رعایا کے آرام وآسائش کے لئے موذی جانوروں کا قتل بھی رائج ہے اور بعض حالتوں میں اس پر انعامات دیئے جاتے ہیں۔امیر معاویہؓ کے زمانہ میں نصیبین میں بچھوؤں کی اتنی کثرت تھی کہ وہاں کے لوگ ان سے پریشان ہوگئے تھے، وہاں کے عامل نے امیر معاویہؓ کے پاس اس کی شکایت لکھی، انہوں نے لکھا کہ، شہر کے باشندوں پر بچھوؤں کی ایک تعداد مقرر کردی جائے کہ وہ ہر رات کو اس تعداد میں بچھو پکڑ کر لایا کریں۔چنانچہ یہ حکم جاری ہوا۔اورلوگ مقررہ تعداد میں بچھو پکڑ کے لاتے تھے اور وہ مار ڈالے جاتے تھے۔اس طرح بچھوؤں کی تعداد میں نمایاں کمی ہوگئی۔(معجم البلدان، ذکر نصیبین)

غیر مسلموں کا تقرر

غالباً تمام مذاہب عالم میں یہ امتیاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے رعایا کی

حیثیت سے مسلم اور غیر مسلم کے حقوق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا ہے اور اس کا عملی ثبوت عہد فاروقی تھا تاہم چونکہ اس زمانہ میں غیر مسلم اقوام نئی نئی مفتوح ہوئی تھیں، اس وقت تک انہوں نے اپنے معتمد علیہ ہونے کا کوئی عملی ثبوت بھی نہیں دیا تھا۔اس لئے حقوق میں مساوات کے باوجود حکومت کے عہدوں میں انہیں بار نہ مل سکا۔اس کے بعد میں جس قدر زمانہ گذرتا گیا اور غیر مسلموں کا اعتماد بڑھتا گیا۔اسی قدر ان کو حکومت میں قربت حاصل ہوتی گئی۔امیر معاویہؓ کے عہد میں ان کے قیام (دمشق) کی وجہ سے جب خصوصیت دونوں میں زیادہ روابط بڑھے تو امیر معاویہؓ نے ان کو حکومت کے ذمہ دار عہدوں اور جلیل القدر مناصب پر ممتاز کیا۔چنانچہ ابن آثال عیسائی کو جوان کا طبیب تھا، حمص کا کلکٹر مقرر کیا۔(معجم البلدان ذکر نصیبین)

اور سر جون اور منصور رومی کو مالیات کے ذمہ دار عہدوں پر ممتاز کیا۔(یعقوبی ج ۲ ص ۲۶۵)

غیر مسلموں کے جذبات کا احترام

شام میں یہودیوں اور عیسائیوں کی بڑی آبادی تھی۔اور امیر معاویہؓ کو یہاں جو اقتدار حاصل تھا تاریخ اس کی شاہد ہے۔اس کے باوجود انہوں نے کبھی ان کے مذہبی مراسم وغیرہ میں دست اندازی نہیں کی۔حضرت عمر کے زمانہ میں یوحنا کے گرجے کے پاس مسجد تعمیر ہوئی تھی، امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں اس گرجے کو بھی مسجد میں شامل کرنا چاہا، لیکن عیسائی رضامند نہ ہوئے۔اس لئے انہوں نے ارادہ ترک کردیا۔(بلاذری ص ۳۳۱)

ذمیوں کے مال کی حفاظت

خلفاء ذمیوں کے حقوق اور ان کی جان ومال کی بہت حفاظت کرتے تھے۔امیر معاویہؓ کے عہد میں ان کے حقوق کا اتنا لحاظ رکھا جاتا تھا کہ سرکاری ضرورتوں کے لئے بھی ان کے کسی پر دست اندازی نہ کیجاتی تھی۔امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عامرؓ صحابی کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔وہ مصر کے ایک گاؤں میں اپنی سکونت کے لئے مکان بنوانا چاہتے تھے۔امیر معاویہؓ نے انہیں اس ضرورت کے لئے ایک ہزار جریب زمین عنایت کی۔انہوں نے

ایک غیر آباد پرتی زمین جو کسی کے قبضہ میں نہ تھی، انتخاب کی۔ اس پر ان کے نوکر نے کہا کہ کوئی عمدہ قطعہ پسند کیجئے انہوں نے جواب دیا یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ معاہدہ میں جو شرطیں ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ذمیوں کی زمین ان کے قبضہ سے نہیں نکالی جائے گی۔ (مقریزی ج ۱ ص ۲۰۸)

رعایا کی فکر

ایک عادل فرمانروا کے لئے رعایا کی شکایات سننا اور اس کی دادرسی ضروری ہے، امیر معاویہؓ کو اس میں اتنا اہتمام تھا کہ وہ روزانہ مسجد میں بیٹھ کر عام رعایا کو بلا استثنا آزادی سے اپنی شکایات پیش کرنے کا موقع دیتے تھے۔

علامہ مسعودیؒ لکھتے ہیں کہ امیر معاویہؓ مسجد میں کرسی رکھوا کر بیٹھتے تھے اور بلا استثناء ضعیف، کمزور، دیہاتی، بچے اور لاوارث سب پیش کئے جاتے تھے اور ان میں ہر شخص ان کے سامنے اپنی اپنی شکایتیں پیش کرتا تھا۔ امیر معاویہؓ اسی وقت ان کے تدارک کا حکم دیتے تھے۔ مظلوموں کی فریادرسی کے بعد پھر ایوان حکومت میں آتے اور تخت پر بیٹھتے، اس وقت امراء اور اشراف درجہ بدرجہ باریاب ہوتے، معمولی مزاج پرسی کے بعد جب یہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے تو امیروں سے فرماتے کہ تم لوگ اشراف اس لئے کہلاتے ہو کہ تم کو اپنے سے کم درجہ کے لوگوں پر شرف بخشا گیا ہے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ جو شخص میرے پاس نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی ضروریات مجھ سے بیان کرو۔ اس کے بعد اشراف لوگوں کی ضروریات پیش کرتے اور امیر ان سب کے پورا کرنے کا حکم دیتے۔ (مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۲۳۴ مطبوعہ مصر)

یہی حال ان کے عمال کا تھا۔ زید گورنر جنرل عراق کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے اس کو کثرت کار اور ذمہ داری کے بار کی وجہ سے عوام سے ملنے جلنے اور ان کی شکایات سننے کا براہ راست کم موقع ملتا تھا۔ اس کی تلافی کے لئے اس نے اپنے حاشیہ نشینوں کو حکم دیا تھا کہ ہر شخص نہ مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر پہنچ بھی جائے تو گفتگو کا موقع نہیں پا سکتا۔ اس لئے تم لوگ عوام کے حالات میرے گوش گذار کرتے رہو۔ (یعقوبی ج ۲ ص ۲۷۹)

مذہبی خدمات

گو امیر معاویہؓ کا عہد خلفائے راشدینؓ کے مذہبی عہد کے مقابلہ میں دنیاوی بادشاہت کا دور تھا۔ تاہم ان کا زمانہ مذہبی خدمات سے خالی نہیں اور وہ اپنی حکومت کے استحکام اور بقا کی کوششوں کے ساتھ ہی مذہب کی ترقی اور اوامر ونواہی کے قیام وتبلیغ میں بھی برابر کوشاں رہتے تھے ان کے زمانہ میں اسلام کی بڑی اشاعت ہوئی۔ افریقہ کی فتوحات میں بے شمار بربری اسلام لائے مگر بار بار مرتد ہو کر باغی ہو جاتے تھے۔

امیر معاویہؓ نے ارتداد اور بغاوت کو روکنے کے لئے قیروان آباد کیا جس کا تذکرہ اوپر گذر چکا ہے۔ بربریوں کے علاوہ رومیوں کی معتدبہ تعداد بھی اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئی۔

حرم کی خدمت

شیخین کے زمانہ میں خانہ کعبہ پر معمولی کپڑے کا غلاف چڑھتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ میں پہلی مرتبہ اس پر بیش قیمت غلاف چڑھایا۔ اور امیر معاویہؓ نے اس کو دیبا سے آراستہ کیا۔ اور اس کی خدمت کے لئے غلام مقرر کئے۔ (ایضاً ص ۲۸۳)

مساجد کی تعمیر

ان کے عہد میں بکثرت نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور پرانی مسجدوں کی مرمت ہوئی۔ زیاد بصرہ کا والی ہوا، تو اس نے یہاں کی مسجد کو نہایت وسعت دی اور اس کو اینٹ اور چونے سے بنوایا اور ساکھوں کی چھت دی۔ (فتوح البلدان ص ۳۵۵)

- قبرس فتح ہوا تو یہاں مسلمانوں کی نوآبادی کے ساتھ بہت سی مساجد بھی تعمیر ہوئیں۔ (ایضاً ص ۱۶۰)
- عبدالرحمن بن سمرہ نے کابلی معماروں سے بصرہ میں اپنے لئے کابلی طرز کی ایک مسجد بنوائی۔ (ایضاً ۴۰۴)

● عقبہ بن نافع نے قیروان کی آبادی کے سلسلہ میں یہاں کے لئے ایک وسیع جامع مسجد بنوائی۔(معجم البلدان ذکر "قیروان")

● مصر کی مسجدوں میں مینار نہ تھے مسلمہ بن مخلد نے ۵۳ھ میں یہاں کی تمام مساجد میں مینار بنوائے۔(اصابہ تذکرہ مسلمہ بن مخلد)

دعوت وتبلیغ

اوامر ونواہی کی تبلیغ اور اقامت دین ایک مسلم حکمران کا سب سے مقدم مذہبی فرض ہے، امیر معاویہؓ نے اپنے زمانے میں اس فرض کو ادا کرنے کی بھی کوشش کی۔

نکاح شغار کا انسداد

زمانۂ جاہلیت میں ایک قسم کا نکاح رائج تھا جسے "شغار" کہتے تھے۔اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ اس شرط پر کر دیتا تھا کہ وہ اس کے بدلہ میں اپنی لڑکی یا بہن اس کی زوجیت میں دیدے اور یہ تبادلہ مہر ہوتا تھا۔اس صورت میں عورت کو مہر نہ ملتا تھا اور اس کی حق تلفی ہوتی تھی۔اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمادی تھی۔امیر معاویہؓ کے زمانہ میں عباس بن عبداللہ اور عبدالرحمن بن حکم نے اسی طریقہ پر اپنی لڑکیوں کی شادی ایک دوسرے کے ساتھ کر دی۔امیر معاویہؓ کو خبر ہوئی تو انہوں نے مروان کو لکھا، کہ یہ نکاح شغار ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے اس لئے دونوں میں تفریق کرادو۔(ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الشغار)

نہی عن المنکر

عورتوں کی مصنوعی آرائش اور غیر معتدل زیب وزینت ان کی بداخلاقی کا پہلا زینہ ہے۔یہودی عورتوں کی بداخلاقی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ان میں جن عورتوں کے بال گر جاتے تھے وہ مصنوعی لگا لیتی تھیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مصنوعی بالوں کی ممانعت فرمادی تھی۔امیر معاویہؓ کے زمانہ میں عربی عورتوں نے بھی یہ طرز آرائش اختیار

کر لیا تھا۔امیر حج کو آئے تو اس کی ممانعت پر خطبہ دیا۔اور منبر پر چڑھ کر مصنوعی بالوں کا گچھا ہاتھ میں لیکر کہا۔"اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں۔"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ بنی اسرائیل اس وقت برباد ہوئے جب ان کی عورتوں نے اسکو اختیار کیا۔(بخاری کتاب بدء الخلق وکتاب الادب)

کبھی کبھی مجمع عام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسنون اعمال کا اعلان کرتے۔کبھی خود عبادات کا مسنون طریقہ عملاً کر کے دکھاتے۔کبھی اعمال کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان لوگوں کو سناتے۔

فرائض اور سنن کا اہتمام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشور کے دن روزہ رکھتے تھے۔امیر معاویہؓ حج کو گئے تو اس خیال سے کہ لوگ اس روزہ کو فرض نہ سمجھ لیں۔منبر پر چڑھ کر اعلان کیا "اے اہل مدینہ" تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ، آپ فرماتے تھے کہ یہ عاشورہ کا دن ہے۔خدا نے اس دن کا روزہ تمہارے اوپر فرض نہیں کیا ہے۔میں روزہ رکھتا ہوں، تم لوگوں میں سے جس کا دل چاہے روزہ رکھے اور جس کا دل چاہے افطار کرے۔(بخاری کتاب الصیام باب صوم عاشورہ)

سنت کی ترویج کا اہتمام

ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے مسنون طریقہ سے وضو کیا، اور مسح راس کے لئے چلو میں پانی لے کر داہنے ہاتھ سے سر پر ڈالا۔پانی کے قطرے ٹپکنے لگے۔پھر شروع سر سے لیکر آخر تک منہ پر ہاتھ پھیرا اور پھر واپس لائے۔(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب صفۃ الوضوء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

غیر مسنون اعمال کی ممانعت

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے ایک مجمع سے کہا کہ آپ لوگوں کو غالباً اس کا علم ہوگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں فلاں چیزوں سے منع فرمایا ہے۔اور چیتے کی کھال کے فرش کی بھی

ممانعت فرمائی ہے ۔سب نے کہاہاں، پھر کہا آپ لوگ اس سے بھی بے خبر نہ ہوں گے کہ آپ نے حج اور عمرہ کے قران سے منع فرمایا ہے لوگوں نے کہا۔اس کی ممانعت تو نہیں ہے کہا نہیں۔قران بھی مذکورہ بالا چیزوں کی طرح ممنوع ہے غالباً آپ لوگ بھول گئے۔(کتاب المناسک باب فی القرآن)

خطبہ کے ذریعہ اصلاح

کبھی کبھی خطبہ میں تعلیم وارشاد کا فرض انجام دیتے تھے۔ایک مرتبہ جمعہ کے دن منبر پر مسلمانوں سے خطاب کیا کہ لوگوں میری باتوں کو کان دھر کے سنو۔اس لئے کہ مجھ سے زیادہ دین ودنیا کا واقف کار پھر تم کو نہ ملے گا۔نمازوں میں اپنے چہروں اور صفوں کو سیدھا رکھا کرو ۔ورنہ خدا تمہارے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا۔اپنے کم عقل لوگوں کو قابو میں کرو۔ورنہ خدا تم پر تمہارے دشمن کو مسلط کردے گا۔جو تم کو سخت عذاب دے گا۔صدقہ کیا کرو۔کم مائگی کا عذر نہ کیا کرو، کیونکہ کم مایہ آدمی کا صدقہ دولت مند کے صدقہ سے زیادہ افضل ہے،عفیفہ اور پاکدامن عورتوں پر تہمت نہ لگایا کرو اگر تم میں سے کوئی شخص حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کی بھی عورت پر تہمت لگائے گا تو قیامت میں اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔(البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۸ ص ۱۳۴)

حضرت امیر معاویہؓ کے خصائل

امیر معاویہؓ کی سیرت میں ان کے کارناموں کی تفصیل کے بعد سب سے اہم اور ضروری ان غلط روایات اور بے بنیاد الزاموں کی تنقید وتردید ہے جن کی شہرت عام نے بہت سے تعلیم یافتہ مگر کوتاہ نظر اشخاص کو بھی امیر معاویہؓ کی جانب سے غلط فہمیوں میں مبتلا کردیا ہے ۔یہ واقعات تاریخی حیثیت سے یا بالکل بے حقیقت ہیں یا نہایت کمزور ہیں لیکن ان کی شہرت عام نے انہیں تاریخی حقائق سے بھی زیادہ مشہور کردیا ہے اور اس کی تاریکی میں امیر کے روشن خدوخال بالکل چھپ گئے ہیں۔

ان واقعات کی شہرت کے دو اسباب ہیں، پہلا سبب بنی امیہ اور بنی ہاشم کی قدیم چپقلش اور خلافت کے بارہ میں اہل بیت اور غیر اہل بیت کا سوال ہے ۔بعض ناعاقبت

اندیش اور بدخواہ خلافت مفسدوں نے شیخین ہی کے عہد میں اس قسم کے اختلافی سوالات پیدا کردیئے تھے ۔لیکن ان دونوں بزرگوں کی خلافت اجماعی اور خالص شرعی تھی ۔نظام خلافت حق وصداقت کی بنیادوں پر قائم تھا۔خود یہ بزرگوار اسوۂ نبویؐ کا مجسم پیکر تھے ۔اس سے بھی بڑھ کر حق وباطل میں امتیاز کرنے والی جماعت صحابہ موجود تھی ،اس لئے یہ شرانگیز سوالات ابھر نہ سکے،اور دماغوں ہی کے اندر دب کر رہ گئے ۔اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں باوجودیکہ وہ بھی خلیفہ راشد تھے۔لیکن چونکہ امتداد زمانہ سے نظام خلافت میں پہلی استواری قائم نہ رہ گئی تھی ۔فتنہ پرست فرقہ کی شرانگیزیاں اثر کر گئیں ۔اور حضرت عثمانؓ کو طرح طرح کے الزامات کا نشانہ بننا پڑا،اور اس کے جو مذموم نتائج نکلے وہ سب کو معلوم ہیں ،ایسی حالت میں امیر معاویہؓ کو جن کی حکومت نہ خلافت راشدہ کے صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی تھی،اور وہ بعض غلطیوں کی وجہ سے بدنام ہو رہے تھے۔مورد الزام بنا دینا کیا مشکل تھا۔

آپ کے اخلاق

حضرت امیر معاویہؓ کو مہاجرین اولین کے زمرہ میں ہونے کا شرف حاصل نہ تھا بلکہ وہ فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں میں تھے۔اس لئے قبول اسلام کے بعد ان کو فیضان نبویؐ سے مستفید ہونے کا زیادہ موقع نہ ملا،تاہم وہ صحابی رسولؐ تھے اور ایسے صحابی تھے جن کے لئے زبان رسالت نے یہ دعا فرمائی تھی کہ خدایا معاویہؓ کو مہدی وہادی بنا اور ان کے ذریعہ سے ہدایت کر۔اس دعائے مستجاب کے اثر سے ان کا دامن اخلاقی فضائل سے خالی نہ تھا۔

آخرت کا خوف

حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیا میں پڑ کر آخرت کے مؤاخذہ کو بالکل فراموش کردیا تھا۔لیکن یہ خیال حقیقت واقعہ سے بہت دور ہے امیر معاویہؓ قیامت کے مؤاخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہوجاتے تھے اور روتے روتے ان کی حالت خراب ہوجاتی تھی ۔(ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی الریاء والسمعہ)

ایک مرتبہ شفیا اصبحی مدینہ آئے، دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے پوچھا کون ہیں۔لوگوں نے کہا، ابوہریرہؓ یہ سن کر شفیا اصبحی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے اس وقت ابوہریرہؓ لوگوں سے حدیث بیان کررہے تھے۔جب حدیث سنا چکے اور مجمع چھٹ گیا تو شفیا نے ان سے کہا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنائیے۔جس کو آپ نے ان سے سنا ہو سمجھا ہو جانا ہو، ابوہریرہؓ نے کہا ایسی ہی حدیث سناؤں گا، یہ کہا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو کہا میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا، جو آپ نے اس گھر میں بیان فرمائی تھی اور اس وقت میرے اور آپؐ کے سوا کوئی تیسرا شخص نہ تھا۔اتنا کہہ کر زور سے چلائے اور پھر بے ہوش ہو گئے۔فاقہ ہوا تو منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا:

میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے اس گھر میں بیان فرمائی تھی اور وہاں سے میرے اور آپ کے سوا کوئی شخص نہ تھا یہ کہا اور پھر چیخ مار کر غش کھا کر منہ کے بل گر پڑے، شفیا اصبحی نے تھام لیا، اور دیر تک سنبھالے رہے، ہوش آیا تو کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن جب خدا بندوں کے فیصلہ کے لئے اترے گا تو سب سے پہلے تین آدمی طلب کئے جائیں گے۔عالم قرآن۔راہ خدا میں مقتول، اور دولتمند، پھر خدا عالم سے پوچھے گا کیا میں نے تجھکو قرآن کی تعلیم نہیں دی وہ کہے گا ہاں خدا، خدا فرمائے گا تو نے اس پر عمل کیا؟ وہ کہے گا میں رات دن اس کی تلاوت کرتا تھا۔خدا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو اس لئے تلاوت کرتا تھا کہ لوگ تجھ کو قاری کا خطاب دیں۔چنانچہ خطاب دیں۔پھر دولت مند سے پوچھے گا، کیا میں نے تجھ کو صاحب مقدرت کر کے لوگوں کی احتیاج سے بے نیاز نہیں کر دیا! وہ کہے گا ہاں خدایا۔فرمائے گا تو نے کیا کیا وہ کہے گا میں صلہ رحمی کرتا تھا۔صدقہ دیتا تھا، خدا فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ اس سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تو فیاض اور سخی کہلائے، اور کہلایا پھر وہ جسے راہ خدا میں جان دینے کا دعویٰ تھا، پیش ہوگا، اس سے سوال ہوگا تو کیوں مارڈالا گیا، وہ کہے گا تو نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا تھا میں تیری راہ میں لڑا اور مارا گیا۔خدا فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے۔تو چاہتا تھا کہ دنیا میں جری اور بہادر کہلائے تو یہ

کہا جا چکا۔" یہ حدیث بیان کر کے رسول اللہ ﷺ نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا، ابوہریرہؓ پہلے ان ہی تینوں سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔امیر معاویہؓ نے یہ حدیث سنی تو کہا جب ان لوگوں کے ساتھ ایسا کیا گیا تو اور لوگوں کا کیا حال ہوگا۔یہ کہہ کر ایسا زار وقطار روئے کہ معلوم ہوتا تھا کہ مرجائیں گے۔جب ذرا سنبھلے تو منہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا اور اس کے ساز وسامان کو چاہتا ہے ہم اس کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دیدیتے ہیں اور اس میں اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا لیکن آخرت میں ان کا حصہ آگ کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ برباد ہو جاتا ہے اور جو کام کئے تھے وہ بے کار جاتے ہیں۔(ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی الریاء والسمعہ)

قبول حق

حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کو شخصی حکومت اور انہیں مستبد فرمانروا مانا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے سچی بات کے قبول کرنے میں کبھی عار نہ کیا ایک مرتبہ ان سے حضرت ابومریمؓ ازدی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا جس شخص کو مسلمانوں کا والی بنائے اور وہ ان کی حاجتوں سے آنکھ بند کر کے پردہ میں بیٹھ جائے تو قیامت کے دن خدا بھی اس کی حاجتوں کے سامنے پردہ ڈال دے گا۔امیر پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ایک مستقل آدمی مقرر کر دیا۔(ابوداؤد کتاب الخراج والامارہ)

حضرت معاویہؓ کی فیاضی

فیاضی اور زر پاشی امیر معاویہؓ کا نہایت نمایاں وصف تھا۔علامہ الفخری لکھتے ہیں کہ معاویہ فیاض تھے۔(ایضاً)

ان کا ابر کرم بلا امتیاز موافق ومخالف سب پر یکساں برستا تھا۔عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن جعفر طیارؓ اور آل ابی طالب کے دوسرے افراد ان کے شدید مخالفوں میں تھے۔لیکن ان کی مخالفت اور ان کی بدکلامیوں کے باوجود امیر ان کے ساتھ

سلوک ہوتے تھے۔(ایضاً)

● عقیل بن ابی طالب ان کے پاس چالیس ہزار کی ضرورت لے کر آتے ہیں اور بھرے مجمع میں ان کو اوران کے باپ سفیان کو برا بھلا کہتے ہیں۔لیکن امیر معاویہ اس کے باوجود ان کی حاجت پوری کرتے ہیں۔(اسد الغابہ تذکرہ عقیل ابن ابی طالب)

● اسی طریقہ سے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی مسلوک ہوتے رہتے تھے اوران کو ایک لاکھ ایک مرتبہ میں دیدیتے تھے۔اور روزانہ اہل حاجت کی ضروریات پوری کرتے اور امیر ان کی اولاد کے وظائف مقرر کرتے اوران کے اہل وعیال کی خبر گیری کا حکم دیتے۔(البدایہ والنہایہ ج۸ ص ۱۳۷)

● کبار صحابہ کے وظائف مقرر کرتے تھے۔چنانچہ حضرت زید بنؓ ثابت انصاری وظیفہ قبول کرتے تھے۔(استیعاب ج۱ ص ۲۶۳)

● صحابہ کی اولاد تک کے ساتھ وہ فیاضانہ سلوک کرتے تھے۔حضرت ابوہریرہؓ کا انتقال ہوا تو امیر نے ترکہ کے علاوہ ان کے ورثہ کو دس ہزار نقد دینے کا حکم دیا۔
(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۰۸)

یہ چند واقعات نمونہ ہیں ورنہ اس قسم کی مثالوں سے تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔اس کا یہ نتیجہ تھا کہ ان کے مخالف کو بھی امیر کے اس وصف کے اعتراف کے سوا چارہ نہ تھا۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ جولوگ معاویہؓ کے پاس جاتے ہیں وہ ایک وسیع وادی کے کنارے پر اترتے ہیں۔(طبری ج ۷ ص ۲۱۵)

امہات المومنین کی خدمت

تمام گذشتہ خلفاء امہات المومنین کی خدمت اپنے لئے باعث سعادت وافتخار سمجھتے تھے امیر معاویہؓ بھی اس سعادت سے محروم نہ تھے اور رتبہ کے لحاظ سے خصوصیت کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی بڑی خدمت کرتے تھے ان کی خدمت میں ایک ایک مرتبہ ایک ایک لاکھ نذر پیش کرتے تھے۔(مستدرک حاکم ج ۳)

اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً دس دس پانچ پانچ ہزار کی رقمیں بھیجا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے منکدر بن عبداللہ کو دس ہزار کی رقم دینی چاہی،لیکن اس وقت اتفاق سے ہاتھ میں روپیہ نہ تھا۔اسی دن شام کو امیر معاویہ کی بھیجی ہوئی رقم آ گئی۔حضرت عائشہؓ نے منکدر کو بلوا کر اس میں سے دس ہزار کی رقم دیدی۔(طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبداللہ)

آثار نبوی سے عشق

امیر کے پاس آثار نبوی میں ایک کرتہ ناخن اور موئے مبارک تھے زندگی بھر برکت کے لئے اس کو رکھے رہے۔مرتے وقت وصیت کرتے گئے کہ مجھکو رسول اللہ ﷺ نے کرتہ مرحمت فرمایا تھا،وہ اسی دن کے لئے محفوظ رکھا ہے اور ناخن اور موئے مبارک شیشہ میں محفوظ ہیں اس کرتہ میں مجھے کفنانا اور ناخن اور موئے مبارک آنکھوں اور منہ کے اندر بھر دینا شاید خدا اس کی برکت سے مغفرت فرمائے۔(استیعاب ج۱ ص ۲۶۲)

حضرت زہیرؓ بن کعب کو نعتیہ قصیدہ کے صلہ میں رسول کریم ﷺ نے جو ردائے مبارک مرحمت فرمائی تھی۔حضرت امیر معاویہؓ نے اس کو قیمت دیکر ان سے خرید لیا تھا۔یہی چادر بعد میں تمام خلفاء کے پاس منتقل ہوتی رہی جس کو وہ عیدین میں اوڑھ کر نکلتے تھے۔
(اصابہ تذکرہ زہیرؓ بن کعب)

مساوات

حضرت معاویہؓ کو امیر کو جاہ پسند کہا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ معمولی آداب مجلس میں بھی اپنے اور عام مسلمانوں کے درمیان کوئی فرق وامتیاز روا نہ رکھتے تھے۔ابومجلز راوی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ معاویہ نکلے۔عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیرؓ بیٹھے ہوئے تھے معاویہؓ کو دیکھ کر ابن عامرؓ کھڑے ہو گئے اور ابن زبیرؓ بیٹھے رہے۔معاویہ نے ابن عامرؓ کے قیام پر کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس سے خوش ہوتا ہے کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔(ادب المفرد باب قیام الرجل الرجل تعظیما)

حضرت معاویہؓ کے اخلاقی اصول

حضرت امیر معاویہؓ کے اخلاقی اصولوں سے ان کے عام اخلاق وعادات پر کافی روشنی پڑتی ہے، اس لئے آخر میں اخلاق کے بارے میں ان کے کچھ زریں خیالات پیش کئے جاتے ہیں فرماتے تھے کہ میں اپنے نفس کو اس سے بلند دیکھنا چاہتا ہوں میرا گناہ میرے عفو سے میرا جہل میرے علم سے زیادہ ہو یا کسی کا عیب اپنے پردہ میں نہ چھپاؤں، یا میری برائی میری بھلائی سے زیادہ ہو، شریف کے لئے زینت پاکدامنی ہے کہتے تھے کہ خدا نے بندہ کو جو نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان میں سب سے افضل عقل وحلم ہے۔ اسکی وجہ سے جب آدمی کو کوئی یاد کرتا ہے تو وہ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔ اور جب کوئی اس کو دیتا ہے۔ تو وہ اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر سے کام لیتا ہے۔ اور جب غصہ آتا ہے تو پی جاتا ہے۔ اور جب قابو پاتا ہے تو درگذر سے کام لیتا ہے۔ اور جب کوئی برائی سرزد ہوتی ہے تو اس کی معافی چاہتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ (طبری سیرت معاویہ)

یزید کی ولی عہدی

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، امیر معاویہؓ کے بڑے ہمدرد تھے انہوں نے ان کے سامنے یزید کی ولیعہدی کی تجویز پیش کی، امیر معاویہؓ نے اس کو بہت پسند کیا، لیکن اسے عملی جامہ پہنانے میں چند در چند مذہبی اور پولیٹیکل دقتیں حائل تھیں، اسلام کا نظام شوریٰ پر ہے، خلفاء اکابر مہاجرین وانصار کے مشورہ سے منتخب ہوتے تھے، اس لئے مسلمان موروثی بادشاہت سے بالکل نا آشنا تھے، گو اس زمانہ میں اکابر صحابہ کی بڑی جماعت اٹھ چکی تھی، تاہم بعض جانشینانِ نبوت موجود تھے۔ اس لئے صلاحیت اور اہلیت کے اعتبار سے ان صحابہ کے ہوتے ہوئے خلافت کے لیے یزید کا نام نہیں لیا جاسکتا تھا اور گو عہد رسالت کے بعد اور نظام خلافت کی برہمی کی وجہ سے مسلمانوں کا جذبہ کمزور ہو چکا تھا، تاہم ابھی خلافتِ راشدہ کے نظام کو دیکھنے والے موجود تھے اس لئے امیر معاویہؓ کو پہلے اس تجویز کو عملی جامہ

پہنانے میں تامل ہوا۔ لیکن پھر کچھ اپنے نزدیک مسلمانوں کو خانہ جنگی سے بچانے اور ان کی مرکزیت کو مستحکم کرنے کے خیال سے یزید کی ولیعہدی کا فیصلہ کرلیا۔ اس وقت مذہبی اور سیاسی حیثیت سے مسلمانوں کے تین مرکز تھے، جن کی رضامندی پر انتخاب خلیفہ کا دارومدار تھا۔ مذہبی حیثیت سے حجاز اور سیاسی حیثیت سے کوفہ اور بصرہ امیر معاویہؓ نے ولیعہدی کے فیصلہ کے بعد ان تینوں مقاموں میں یزید کی ولیعہدی کی بیعت کی ذمہ داری علی الترتیب مروان بن حکم، مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن ابی سفیان کے سپرد کی، مغیرہ اور زیاد نے حسن تدبیر سے کوفہ اور بصرہ کو درست کرلیا، اور یہاں کے عمائد کے وفود نے امیر معاویہؓ کے پاس جا کر یزید کی ولیعہدی تسلیم کرلی، اکابر صحابہ اٹھ چکے تھے، جو باقیات الصالحات رہ گئے تھے وہ بھی گمنام گوشوں میں پڑے تھے، لیکن ان بزرگوں کی اولادیں جنہیں خود بھی شرفِ صحبت حاصل تھا، موجود تھے اور ان میں حق گوئی اور صداقت کا جوہر پورے طور پر موجود تھا، ان میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت حسینؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نمایاں شخصیت رکھتے تھے۔ خصوصاً اول الذکر تینوں بزرگ اپنے اسلاف کرام کا نمونہ تھے۔ اس لئے جب مروان نے ان کے سامنے یزید کی ولیعہدی کا مسئلہ پیش کیا اور کہا کہ امیر المومنین معاویہؓ چاہتے تھے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرح اپنے لڑکے یزید کو خلافت کے لئے نامزد کرجائیں تو عبدالرحمٰنؓ نے برملا ٹوکا کہ یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنت نہیں بلکہ کسریٰ وقیصر کی سنت ہے۔ ان دونوں میں سے کسی نے بھی اپنے لڑکے کو ولیعہد نہیں بنایا، بلکہ اپنے خاندان تک کو اس سے دور رکھا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۹۵)

ان کے بعد اور تینوں بزرگوں نے بھی اس سے اختلاف کیا، مروان نے یہ رنگ دیکھا تو امیر معاویہؓ کو اس کی اطلاع دی، چنانچہ یہ خود آئے اور مکہ مدینہ والوں سے بیعت کا مطالبہ کیا، اس سلسلے میں کہ معاویہؓ نے بیعت کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا تھا مؤرخین کے بیانات مختلف ہیں، طبری کی روایت ہے کہ ان کے آنے کے بعد ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ، ابن عباسؓ، ابن ابی بکرؓ اور حسینؓ کے علاوہ سبھی نے بیعت کرلی، بیعت عام کے بعد پھر انہوں نے فرداً فرداً سب سے نہایت نرمی کے ساتھ کہا کہ تم پانچوں کے سوا سب نے بیعت کرلی ہے اور تمہاری قیادت میں یہ

چھوٹی جماعت مخالفت کررہی ہے، ان کے اس اعتراض پر ان لوگوں نے جواب دیا کہ اگر عامہ مسلمین بیعت کرلیں گے تو ہمیں بھی کوئی عذر نہ ہوگا، اس جواب پر امیر معاویہؓ نے پھر ان لوگوں سے کوئی اصرار نہیں کیا البتہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے سخت گفتگو ہوگئی۔ (طبری ج۷ ص۱۷۷)

ابن اثیر کا بیان ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے امیر معاویہؓ سے گفتگو کرنے کے لئے ابن زبیر کو اپنا نمائندہ بنایا، حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا کہ میرا جو طرزِ عمل تم لوگوں کے ساتھ ہے اور جس قدر تمہارے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور تمہاری جتنی باتیں برداشت کرتا ہوں وہ سب تم کو معلوم ہیں، یزید تمہارا بھائی اور ابن عم ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس کو صرف خلیفہ کا لقب دے دو، باقی عمال کا عزل ونصب، خراج کی تحصیل وصول اور اس کا صرف تم لوگوں کے اختیار میں ہوگا اور وہ اس میں مطلق مزاحمت نہ کرے گا اس پر ابن زبیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر عمرؓ تک جو جو طریقے انتخاب خلیفہ کے تھے، ان میں جو بھی آپ اختیار کریں، اس کے قبول کرنے کے لئے ہم تیار ہیں، باقی ان کے علاوہ اور کوئی جدید طریقہ نہیں قبول کرسکتے، امیر معاویہؓ نے یہ جواب سنا تو ان سب کو دھمکا کر بیعت لے لی اور ان کو عام مسلمانوں کے سامنے لاکر کہا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سربرآوردہ اشخاص ہیں انہوں نے بیعت کرلی ہے، اس لئے اب تم لوگوں کو بھی توقف نہ کرنا چاہئے امیر معاویہ کے اس کہنے پر یہ لوگ خاموش رہے اس لئے عوام نے بھی بیعت کرلی، غرض کسی نہ کسی طرح ۵۶ھ میں امیر معاویہؓ نے یزید کی بیعت لے کر نظام خلافت کا خاتمہ کردیا۔ (ابن اثیر ج۳ ص۴۲۳)

حضرت امیر معاویہؓ کی آخری تقریر اور علالت

۵۹ھ میں امیر معاویہؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے، عرصہ سے ان کے قویٰ مضمحل ہوچکے تھے، طاقتِ جسمانی جواب دے چکی تھی، اس لئے مرض الموت سے پہلے وہ اکثر موت کے منتظر رہا کرتے تھے چنانچہ بیماری سے کچھ دنوں پہلے انہوں نے حسب ذیل تقریب کی تھی۔

لوگو میں اس کھیتی کی طرح ہوں جو کٹنے کے لئے تیار ہو، میں نے تم لوگوں پر اتنی طویل مدت تک حکومت کی کہ میں بھی اس سے تھک گیا اور غالباً تم بھی تھک گئے ہوگے، اب مجھے تم سے جدا ہونے کی تمنا ہے اور غالباً تم کو بھی یہی آرزو ہوگی میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر نہ ہوگا، جیسا کہ میں اپنے پیشرو سے بہتر نہیں ہوں، کہا جاتا ہے کہ جو شخص خدا سے ملنے کی تمنا کرتا ہے خدا بھی اس سے ملنے کا متمنی رہتا ہے اس لئے خدایا! اب مجھ کو تجھ سے ملنے کی آرزو ہے تو بھی آغوش پھیلا دے اور ملاقات میں برکت عطا فرما اس تقریر کے چند ہی دنوں کے بعد بیمار پڑے۔ (ابن اثیر ج۴ ص۲)

اس وقت حضرت امیر معاویہؓ عمر کی اٹھتر منزلیں طے کرچکے تھے وقت آخر ہوچکا تھا اسلئے علاج ومعالجے سے کوئی فائدہ نہیں ہوا، روز بروز حالت گرتی گئی

چنانچہ جب مرض زیادہ بڑھا اور لوگوں میں اس کا چرچا ہونے لگا، تو ایک دن تیل اور سرمہ وغیرہ لگا کر بیٹھے اور لوگوں کو طلب کیا، سب حاضر ہوئے اور کھڑے کھڑے مل کروا پس گئے، لوگ اس طرح دیکھ کر کہنے لگے، کہ معاویہ تو بالکل صحیح وتندرست ہیں۔

یزید کو وصیت

جب حالت زیادہ نازک ہوئی، تو یزید کو بلا کر کہا کہ بیٹا میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاز کا ہمیشہ خیال رکھنا، کہ وہ تمہاری اصل بنیاد ہیں اس لئے جو حجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسنِ سلوک سے پیش آنا اور اس کی پوری عزت کرنا اور احسان کرنا اور جو نہ آئے اس کی خبر گیری کرتے رہنا، عراق والوں کی ہر خواہش پوری کرنا، حتیٰ کہ اگر وہ روزانہ عاملوں کی تبدیلی کا مطالبہ کریں، تو بھی پورا کرنا، کیونکہ عاملوں کا تبادلہ تلوار کے بے نیام ہونے سے زیادہ بہتر ہے شامیوں کو اپنا مشیر کار بنانا اور ان کا خیال ہر حال میں مدِ نظر رکھنا اور جب تمہارا کوئی دشمن تمہارے مقابلہ میں کھڑا ہو تو ان سے مدد لینا، لیکن کامیابی کے بعد ان کو فوراً واپس بلا لینا، کیونکہ اگر یہ لوگ وہاں زیادہ مقیم رہیں گے، تو ان کے اخلاق بدل جائیں گے۔

سب سے اہم معاملہ خلافت کا ہے اس میں حسینؓ بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیرؓ کے علاوہ اور کوئی تمہارا حریف نہیں ہے، لیکن عبداللہ بن عمرؓ سے کوئی خطرہ نہیں، انہیں زہد و عبادت کے علاوہ اور کسی چیز سے واسطہ نہیں ہے اس لیے عام مسلمین کی بیعت کے بعد ان کو بھی کوئی عذر نہ ہوگا، البتہ حسینؓ کی جانب سے خطرہ ہے ان کو عراق والے تمہارے مقابلہ میں لا کر چھوڑیں گے، اس لئے جب وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں اور تم کو ان پر قابو حاصل ہو جائے تو درگزر سے کام لینا کیونکہ وہ قرابت دار اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز ہیں۔ (یہ وصیت طبری اور الفخری کے بیان کا خلاصہ ہے دیکھو طبری ج ۷ ص ۱۹۶، ۱۹۷ والفخری ۱۰۲)

اہل خاندان کو وصیتیں

اس وصیت کے بعد اہل خاندان کو وصیت کی کہ خدا کا خوف کرتے رہنا، کیونکہ خدا خوف کرنے والوں کو مصائب سے بچاتا ہے، جو خدا سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں، پھر اپنا آدھا مال بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ (طبری ج ۷ ص ۲۰۲)

تجہیز و تکفین کے متعلق ہدایت کی کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتہ مرحمت فرمایا تھا، وہ اسی دن کے لئے محفوظ رکھا ہے اور آپ کے ناخن اور موئے مبارک شیشہ میں محفوظ ہیں، مجھے اس کرتے میں کفنانا اور موئے مبارک کو آنکھوں اور منہ کے اندر رکھ دینا، شاید خدا اسی کے طفیل میں اور اسی کی برکت سے میری مغفرت فرما دے۔ (استعاب ج اول ص ۳۶۲)

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات

ان وصیتوں کے بعد عرب کے اس مدبر اعظم نے جب رجب ۶۰ھ میں جان جان آفرین کے سپرد کی، وفات کے بعد ضحاک بن قیس ہاتھوں میں کفن لئے ہوئے باہر آئے اور لوگوں کو ان الفاظ میں ان کی وفات کی خبر دی، لوگو! معاویہؓ عرب کی لکڑی اور اس کی دھار تھے، خدا نے ان کے ذریعہ سے فتنہ فرد کیا، شہروں کو فتح کرایا اور لوگوں پر انہیں حکمران بنایا، آج وہ اس دنیا سے اٹھ گئے، یہ دیکھو ان کا کفن ہے اسی میں ہم

انہیں لپیٹ کر قبر میں دفن کریں گے اور ان کا فیصلہ ان کے اعمال پر چھوڑ دینگے جو شخص جنازہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے وہ آئے (طبری ج ۷ ص ۲۰۲) اس اعلان کے بعد تجہیز و تکفین عمل میں آئی، ضحاک نے نماز جنازہ پڑھائی، معاویہؓ دمشق کی زمین میں سپرد خاک کئے گئے مدت حکومت ۱۹ سال تین مہینہ رہی۔

آپ کا حلیہ مبارک اور ازواج و اولاد

آپ کا حلیہ اس طرح تھا، قد بلند و بالا، رنگ گورا سفید، داڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے، امیر معاویہؓ کے متعدد بیویاں تھیں، میسوں بنت بحدل ان کے بطن سے یزید اور ایک بچی امۃ رب المشارق تھی۔ دوسری بیوی فاختہ بنت قرظہ تھیں جن کے بطن سے عبدالرحمٰن اور عبداللہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن ان کی زندگی میں مر چکے تھے، عبد اللہ نہایت بیوقوف اور بزدل آدمی تھا اس لئے وہ نمایاں طور پر کہیں نظر نہیں آتا، ان کے علا وہ نائلہ اور کتوہ تھیں لیکن نائلہ کو طلاق دے دی تھی۔

اللہ تعالیٰ صحابہ کی محبت کے ساتھ رہنمائی کی توفیق نصیب فرمائے۔ والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۰/۳/۲۰۲۰ء